تاثرات

ادارہ ثقافتِ اسلامیہ اپنی چالیس سالہ عمر میں موت کے کتنے ہی صدمات سے دوچار ہوچکا ہے۔ سب سے پہلے ہم نے اس کے بانی ڈائریکٹر خلیفہ عبدالحکیم کے لیے صفِ ماتم بچھائی، پھر میاں محمد شریف کا نوحہ کیا، اس کے بعد رئیس احمد جعفری کا مرثیہ پڑھا، بعدازاں ڈاکٹر شیخ محمد اکرام کی موت پر آنسو بہائے، پھر سیّد محمد جعفر شاہ پھلواروی کے انتقال پر اظہارِ ملال کیا، پھر بشیر احمد ڈار کی رحلت کا مرحلہ پیش آیا، اس سے کچھ عرصہ بعد مولانا محمد حنیف ندوی نے سفرِ آخرت اختیار کیا۔ متعلقین ادارہ میں ڈاکٹر رفیع الدین اور پروفیسر محمد سرور جامعی کے اسمائے گرامی بھی شامل ہیں، ہم نے ان کو بھی اس دُنیائے فانی سے رخصت ہوتے دیکھا۔ کچھ عرصہ پروفیسر حمید احمد خاں کا نامِ نامی بھی ارکانِ ادارہ میں شامل رہا، ہماری آنکھوں کے سامنے وہ بھی لقمۂ اجل ہوگئے۔ یہ تمام حضرات اپنی اپنی جگہ بڑی اہمیت کے حامل تھے اور ان کی بوقلموں خدماتِ علمی کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ ان میں سے ہر بزرگ نے علم کے ہر میدان میں تگ و تاز کی اور بعد میں آنے والوں کے لیے اپنے پیچھے بڑا تصنیفی ذخیرہ چھوڑا، لیکن اس کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ وہ اپنی عمرِ طبعی کو پہنچ چکے تھے اور ان کی حیاتِ مستعار کے قافلے زندگی کے نشیب و فراز کی بہت سی منزلیں طے کرتے ہوئے موت کی منزل کے قریب آچکے تھے۔

۲۵۔ ستمبر ۱۹۹۰ء کو رات کے آخری پہر ادارہ ثقافتِ اسلامیہ کے قافلہ سالار سراج منیر آخری سفر پر روانہ ہوئے۔ اُنھوں نے زندگی کی صرف اڑتیس ۳۸ بہاریں دیکھی تھیں کہ موت کا پیغام آگیا اور عین موسمِ بہار میں خزاں چھاگئی۔!

اناللہِ و انا الیہِ راجعون

ادارہ ثقافتِ اسلامیہ نے اپنی چالیس برس کی عمر میں جو گوہرِ آب دار کھوئے اور جن بڑے بڑے اصحابِ علم کو رخصت کیا، بعض معاملات میں سراج منیر ان سب سے بڑھ

ہوئے تھے اور اللہ نے انتظام و انصرام اور علم و فہم کی بہت سی خوبیاں ان میں جمع کر دی تھیں۔ وہ ہماری بزم کے لعل شب چراغ تھے جو آناً فاناً گم ہو گئے۔

وہ اپنے پیشرو تمام ڈائریکٹروں سے کم عمر تھے، کسی علمی ادارے کی ڈائریکٹر شپ کا تجربہ بھی نہیں رکھتے تھے۔ ذاتی طور پہ مالی اعتبار سے بھی سب سے پیچھے تھے، یہاں تک کہ ان کا چھوٹا بڑا امکان بھی نہیں تھا، آمدنی کا بھی کوئی قابلِ ذکر ذریعہ نہیں تھا، لیکن اس کے باوجود بڑے کھلے دل کے مالک تھے اور فقیری میں بادشاہی کرتے تھے۔ ع

بسے پادشاہی کنم در گدائی

ان کی ناگہانی موت ہمارے لیے بہت بڑے صدمے کا باعث ہے۔ انھوں نے ادارہ ثقافتِ اسلامیہ کی جس اسلوب میں خدمت کی اور کارکنانِ ادارہ کو جس الفت و محبت کا مستحق گردانا اس میں کوئی ان کا حریف نہیں۔ وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے اور ان کی شخصیت میں بہت سی شخصیتیں جمع تھیں۔ ان کے تفصیلی حالات کے لیے راقم الحروف کی زیرِ طباعت کتاب "بزمِ ثقافت" ملاحظہ کیجیے۔ اس کتاب میں ادارہ ثقافت اسلامیہ کے تمام ناظمین و رفقا اور کارکنوں کا مفصل تذکرہ کیا گیا ہے۔

ہمیں یقین ہے ان کی موت کے بعد اللہ نے ان کی تمام لغزشیں معاف فرما دی ہوں گی اور بارگاہِ الٰہی سے صدا آئی ہوگی۔ ع

مرنے والے کو نجاتِ ابدی کی ہو نوید

اور آسودۂ لحد ہونے کے بعد فرشتے نے قرآن کے الفاظ میں خوش خبری سنائی ہوگی۔

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

کہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ، بلاشبہ اللہ تمام گناہ بخش دے گا۔ یقیناً وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

پھر ندا آئی ہوگی۔

فَادْخُلِىْ فِىْ عِبٰدِىْ وَادْخُلِىْ جَنَّتِىْ ۔

محمد اسحاق بھٹی